بشپ جان جوزف تُو زندہ ہے۔

تحریر: فادر خالد رشید عاصی

بیسویں صدی کی آخری دہائی میں کیتھولک چرچ نے بین الاقوامی طور پر انسانی حقوق، مذہبی ہم آہنگی، امن اور انقلابی سوچ کو فروغ دینے والے ظلم وتشدد اور جنگ کی مزاحمت کرنے والے لوگوں میں پوپ جان پال دوئم، مدر ٹریضہ، کیارہ لوبک، آرچ بشپ آسکر رومیرو اور بشپ جان جوزف شامل کیا۔

جنوبی ایشیا کی نمائندہ آوازوں میں بشپ جان جوزف نے اقلیتوں پر ایذا رسانی، ناانصافی، غیر مساوی سلوک اور امتیازی قوانین کی پُرزور مذمت کی۔ بشپ جان جوزف پندرہ نومبر 1932ء کو ضلع لائلپور کی تحصیل سمندری کے گاؤں 51 گ ب خوش پور میں بابو بڑھامل کے گھر میں پیدا ہوئے۔ دس بہن بھائیوں میں یہ چوتھے نمبر پر تھے۔ خاندان کا رُجحان روحانی اور مذہبی تھا۔ جان جوزف کی دو بہنیں سسٹرز آف چیرٹی، جیز زاینڈ میری کی پُرایمان اور وفادار راہبات رہیں۔ جان جوزف کی ابتدائی تعلیم سینٹ تھامس ہائی سکول خوش پور میں ہوئی۔ الطار کے خادم ہونے کی وجہ سے اور گھریلو روحانی ماحول کے سبب وہ کاہن بننے کے لیے مائینر سیمنری کوئٹہ چلے گئے۔ وہاں سے ابتدائی مذہبی تعلیم حاصل کی جبکہ علم فلسفہ اور علم الٰہیات کے حصول کے لیے کرائسٹ دی کنگ سیمنری کراچی چلے گئے۔ کاہنانہ تعلیم کی ڈگری پانے کے بعد لائلپور میں 18 جنوری 1960ء کو کہانت کا ساکرامنٹ ملا۔ انہوں نے ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کا امتحان نمایاں پوزیشن سے پاس کیا۔ انہوں نے اردو ادب میں خصوصی تعلیم حاصل کی۔ بشپ چالیوا و۔ پی نے انہیں علم الٰہیات کی اعلیٰ ڈگری کے حصول کے لیے اٹلی روم بھیج دیا۔ بشپ جان جوزف زمانہ طالب علمی سے نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں نہ صرف گولڈ میڈل حاصل کرتے رہے بلکہ اپنا ریکارڈ خود ہی توڑتے رہے۔ انہیں پہلا پنجابی کاہن اور پہلا پنجابی بشپ ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ جو پنجابی مسیحیوں کا فخر ہے۔

بشپ جان جوزف نے کچھ عرصہ کے لیے ایک کاہن کی حیثیت سے پیرش اور علاقے میں بشارتی اور رسالتی خدمات سر انجام دیں مگر ان تھک محنت، لگن اور جوش نے تھوڑے عرصے میں ان کی خدمت کو نمایاں کر دیا۔ روم سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہیں کرائسٹ دی کنگ سیمنری کراچی میں معلم اور ڈین آف سٹڈی کے عہدے پر سرفراز ہونے کا موقع ملا۔

وہ 24 اکتوبر 1980ء کو معاون بشپ مقرر ہوئے اور 9 جنوری 1984ء کو بشپ آف فیصل آباد مقرر ہوگئے۔ 1984ء سے 1998ء کے عرصہ کے دوران بشپ جان جوزف لوگوں کے درمیان چوپانِ اعلیٰ، ایک رہنما، روایتوں کا پاسبان، کلچر اور ثقافت کے دلدادہ، فنون لطیفہ کے شیدائی، ادب سے خصوصی دلچسپی، نوجوانوں کے رول ماڈل، عوامی لیڈر اور عوامی بشپ کی حیثیت سے مانے اور جانے لگے۔ لوگوں نے انہیں اپنا مسیحا اور نجات دہندہ بنا لیا۔ اپنی دستار، پگڑی، چادر اور دوپٹہ بشپ جان جوزف کی نذر کر دیا۔

بشپ جان جوزف ایک عہد کا نام ہے۔ وہ اپنی آنکھوں میں انقلابی روشنی، ذہن میں منصوبہ بندی، دل میں قوم کا درد اور ہونٹوں پر آزادی کے نغمے لیے پھرتے تھے۔ وہ موسیٰ کی طرح اپنے لوگوں کی مذلت اور پست حالی کو مخلصی اور آزادی میں تبدیل کرنا چاہتے تھے۔ وہ یسوع کی طرح اپنے منشور، مشن، ویژن اور اعمال میں بالکل واضح تھے۔ وہ یسوع کی کہانت اور طرزِ قیادت کو حقیقت کی شکل دینا چاہتے تھے۔ عدل وانصاف کی حکمرانی کے لیے کہتے تھے۔ اے باپ تیری بادشاہی آئے۔ ان کی مقناطیسی شخصیت، خوش مزاجی، اجلے لباس، لمبے قد اور خوش رنگ چہرے نے انہیں محبت کا شاہکار بنا دیا تھا۔

لہو کی خوشبو

تیرے لہو کا رنگ مہکتا ہے
زمین سبز ہوگئی ہے
آسمان پر شفق کی سرخی کا منظر
بھی تیرا ہے
ہوا کے ہاتھوں میں کشکول تیری خوشبو
مانگتا ہے
تیری ماں تیرے انتظار میں
آنسوؤں کی مالا پروئے بیٹھی ہے
کبھی آ کے دیکھ
تیرے پیار کرنے والے
اپنی آنکھوں کے کینوس پر
تیری تصویر بنائے ہوئے ہیں
تیرے نوجوان
دیواروں پر تیرے لہو سے لکھے ہوئے
حرفوں کی حرمت کو چومتے ہیں
اور کہتے ہیں
تیرے لہو سے ہر شاخ پہ گُلاب آئے گا
تیرے لہو سے ہر دل میں انقلاب آئے گا

(فادر خالد رشید عاصی)

بشپ جان جوزف کے قریب رہنے والے لوگ جانتے ہیں کہ وہ اپنی دعا کی ادائیگی، ذاتی دھیان و گیان اور روزے کو اپنی زندگی میں خاص اہمیت دیتے تھے۔ ان کی تقریر اور تحریر سے اندازہ ہوتا تھا کہ بائبل مقدس کو ہر روز پڑھنے والا یہ شخص جانتا ہے کہ انسان صرف روٹی ہی سے نہیں جیتا بلکہ اس کلمے سے جو خدا کے منہ سے نکلتا ہے۔ کلام کی روشنی ان کے دل سے نکل کر آنکھوں میں چمکتی تھی۔ وہ ہر مشکل گھڑی میں دعا اور روزے کا سہارا لیتے تھے اور مرتے وقت بھی وہ روزے کی حالت میں تھے۔ نوجوانوں سے ان کی محبت ان کے جذبے کو جوان رکھتی تھی اور شاہین کی طرح اڑائے پھرتی تھی۔ وہ انسانی رشتوں اور محبت کی ڈوریوں سے ہر ایک کو اپنی جانب کھینچتے تھے۔ سماجی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے مسلم کرسچن رابطہ کمیشن بنا رکھا تھا۔ مختلف مذاہب کے علما اور مذہبی رہنماؤں سے مسلسل رابطے میں رہتے تھے۔ مذاہب میں ہم آہنگی کے لیے خوش پور میں مسجد بنوائی اور چک نمبر 462 میں سمندری کی نہر پر رابطہ پل تعمیر کروایا۔ جزام گھر فیصل آباد کی دیکھ بھال بھی اپنے ذمہ لے رکھی تھی جس میں ایک بھی مریض مسیحی نہیں تھا۔ فیصل آباد کے ایک مدرسے میں ان کے نام پر بشپ جان جوزف ہال تعمیر کیا گیا ہے۔ جو مذہبی ہم آہنگی کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔

وہ ایک شاعر، ادیب، محقق اور نقاد تھے۔ ان کے گیت گرجا گھروں میں آج بھی گائے جاتے ہیں۔ ان کی کتابیں اور ترجمے ان کی ادبی دلچسپی کا ثبوت ہیں۔ کیتھولک چرچ میں اقدس قربانی کے دوران دعاؤں کا مجموعہ "اقداس نامہ" ان کی محنت کا نتیجہ ہے۔ درجنوں زبانوں پر عبور رکھنے والے ڈاکٹر جان جوزف جامعہ کراچی سے ترتیب اور شائع کی جانے والی لغات کی ادارتی مجلس کے رکن بھی تھے۔ رئیس امروہی، ڈاکٹر ریاض مجید، جون ایلیا، پروین شاکر جیسے کئی شعرا سے ان کی دوستی تھی۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبال پر تحقیقی مقالہ ان کی ادبی دلچسپی کا نمونہ ہے۔ وہ کیتھولک ادارہ ادبیات کے چیئرمین تھے۔ کراچی سے پشاور تک ادیب، شاعر اور صحافی ان کی دعوت پر ملتان پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ میں ایک تاریخی سیمینار میں شامل ہوئے۔

بشپ جان جوزف روشن دماغ اور زندہ دل شخص تھے انسانوں سے ناانصافی اور غیر مساوی قوانین کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ عدالتوں کو بکتے اور انصاف کو دم توڑتے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ مہذب معاشرے کی تشکیل اور قائداعظم کا عوامی جمہوریہ پاکستان دیکھنا چاہتے تھے۔ مذاہب کی توہین اور ثقافتوں کا زوال نہیں چاہتے تھے۔ وہ انصاف کے ذریعے امن قائم کرنا چاہتے تھے۔

بشپ جان جوزف کی تحریروں کے آخری مجموعہ (پرامن جدوجہد) میں بشپ جان جوزف کی آفاقی سوچ، انقلابی جدوجہد، ایمان کے فروغ اور حق کی خاطر جان دینے کی وضاحت ہوجاتی ہے۔

6 مئی 1998ء کی شام ساہیوال کی عدالتوں کے سامنے انصاف کے بجھتے ہوئے چراغ کو بشپ جان جوزف نے اپنے لہو سے جلایا تھا۔

بشپ جان جوزف عشق، محبت اور موت کی طرح مضبوط اور اٹل تھے۔ کمزور انسان نہ عشق کرتا ہے اور نہ ہی محبت کا دم بھرتا ہے اور نہ ہی موت کو قبول کرنا چاہتا ہے۔

بشپ جان جوزف نے یسوع کی طرح نعرہ بلند کیا تھا جب وہ عدالت کے سامنے اپنی قربانی دینے کو تھے (اے خدا میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں)۔

بشپ جان جوزف نے یسوع سے مر کر دوبارہ زندگی کا ہنر سیکھا تھا۔ اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لیے دے دے۔

بشپ جان جوزف تُو زندہ ہے۔

CENTRE FOR SOCIAL JUSTICE